Lesson 2: At-Tawbah (Ayaat 16- 28): Day 6 سُوۡرَةُ التّوبَة کی تفسیر

آج کے سبق کا خلاصہ؛ آج کے سبق میں محبتوں کا امتحان ہے۔ایک طرف اللہ اور اُس کے رسولؐ اور دوسری طرف پاؤں پکڑنے والی محبتیں ہیں۔

سورۃ الانفال میں ہم نے ایک آیت پڑھی تھی؛

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اسۡتَجِيۡبُوۡا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوۡلِ اِذَا دَعَاكُمۡ لِمَا يُحۡيِيۡكُمۡ‌ۚ۔۔۔آیت 24

اے ایمان لانے والو، اللہ اور اس کے رسول کی پکار پر لبیک کہو جبکہ رسُول تمہیں اس چیز کی طرف بُلائے جو تمہیں زندگی بخشنے والی ہے۔۔۔

جب انسان اُس پکار پر لبیک کہنے لگتا ہے تو انسان کا دل تو خوش ہو تا ہے لیکن ارد گرد والے لوگ پریشان کرنے لگتے ہیں۔ انسان اندر سے مطمئن ہو تا ہے لیکن باہر والے بے سکون کرتے ہیں۔

کچھ لوگ پریشان ہوتے ہیں کہ شائد میں نے اپنے لئے مشکل راستہ چن لیا ہے۔ شائد میرا مقصد بہت اعلٰی ہے جو عام انسانوں کے لئے نہیں۔ شائد مجھے دنیا داری بھی نبھانی چاہیئے۔ شائد دین میں نماز، روزہ، حج اور زکوۃ کرنا ہی کافی ہے۔ زندگی کو بدلنا ضروری نہیں۔

جب ہم معاشرے میں اللہ اور رسولؐ کے نظام کو نافذ کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو لوگوں کو تبدیلی اچھی نہیں لگتی۔ وہ چاہتے ہیں کہ زندگی اپنی مرضی سے گزرتی رہے تو آسان ہے۔

آج کے سبق میں ہم رشتوں میں توازن کرنا سیکھیں گے۔ آٹھ رشتوں کی ایک لڑی ہے۔ ہمیں اپنی ناتجربہ کاری کی وجہ سے رشتے نبھانے مشکل لگتے ہیں، اور کم فہمی کی وجہ سے جب توازن نہیں رکھ پاتے تو الزام دین کو دیتے ہیں۔

آج کے سبق میں ہم یہ بھی دیکھیں گے کہ ضروری نہیں کہ ہر نماز پڑھنے والا دین دار بھی ہو۔ اور ہر حج کرنے والا دیندار بھی ہو۔ روزے رکھنے والا اور زکوۃ دینے والا بھی حقیقی دیندار نہیں بن پاتا جب تک اللہ اور اُس کے رسولؐ کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتا۔ اصل دیندار وہ ہے جسے کو اللہ کے دین کی تڑپ اور لگن لگ جائے۔

ہم نے سورۃ انفال کے آخر میں بھی پڑھا تھا یہاں اس سورت میں اس کا عملی اظہار نظر آتا ہے۔

مثال، اگر ہمارا بچہ بیمار ہے اور باقی بھی کئی کام اور ذمہ داریاں ہیں۔ اُس وقت ضروری کام یہ ہو گا کہ بچے کی دیکھ بھال کی جائے اور اُس کا علاج کروایا جائے۔

اگلی مثال: اگر کوئی آپ کے بچے کو تنگ کر رہا ہے۔ طعنے دے رہا ہے باتیں سنا رہا ہے تو آپ اُس وقت اگر عمرہ کرنے چل پڑیں، یا صدقہ دینے یا نفلی نماز پڑھنے۔ تو اُس سے بہتر یہ ہو گا کہ آپ اپنے بچے کی حفاظت کریں۔ اُس کا خیال رکھیں۔ اُسے لوگوں کی باتوں سے بچائیں۔ اُس کی حوصلہ افزائی کریں۔

اب سوچیں کہ یہ بچہ آج دین ہے۔ لوگ باتیں کر رہے ہیں۔ غلط توجیہات دے رہے ہیں۔ ہمارا کام یہ ہے کہ ہم دین کی حفاظت کریں۔ جب تک اللہ اور رسول ﷺ ہمیں ہر چیز سے پیارے نہیں ہوں گے ہمارا دین مکمل نہیں ہوتا۔ ہمارا کرنے کا کام یہ ہے کہ دین کے کام میں اپنا حصہ ڈالیں۔ اس وقت نماز روزے کے ساتھ دین کو مضبوطی سے تھام کر رکھیں۔ قران و سنت کی پیروی کو اوّل ترجیع بنائیں۔ اللہ کے دین کو سیکھیں اس سے محبت کریں اور اُس کو صحیح طریقے سے آگے پہنچائیں۔ اللہ کا دین عام کریں۔

کیا ہم مہاجر اور انصار ہیں؟ کیا ہم بری عادات چھوڑ کر نیکی کی طرف ہجرت کرتے ہیں؟ کیا ہم دین کے کام میں آگے بڑھ بڑھ کر حصّہ لیتے ہیں؟ کیا ہم انصار اللہ ہیں؟ اللہ نے کرے کہ کوئی صرف زبانی کلامی محبت کے دعوے کرے اور منافق کہلائے۔

مسلمان یا تو مہاجر اور یا انصار ہوتا ہے۔ اپنے دلوں سے نفاق کو نکال دیں۔

مسجدوں میں ہمارے رویے کیسے ہیں؟ کیا رسمی کلامی عبادات کرتے ہیں؟ کیا مسجدوں میں جا کر دلوں میں ایمان اور تقویٰ پیدا ہوتا ہے؟

جب انسان اللہ کے کام کرنے لگتا ہے، تو اللہ کی ذات اُس کو کیا کیا خوشخبریاں دیتی ہے؟

نعیم اور مقیم میں کیا فرق ہے؟

غزوۂ حنین کے مناظر میں بھی پڑھیں گے۔ کہ بعض اوقات سب اسباب کے ہوتے ہوئے بھی ہم اپنے مقاصد حاصل نہیں کر پاتے۔

اللہ سے دعا کرتے ہوئے آج کا سبق شروع کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس قرآن پر عمل کرنے والا بنا دے۔ ہمارا فہم کھول دے۔ اللہ کا کلام سننا، سمجھنا آسان کر دے۔ آمین

أَمْ حَسِبْتُمْ أَن تُتْرَكُوا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوا مِن دُونِ اللَّهِ وَلَا رَسُولِهِ وَلَا الْمُؤْمِنِينَ وَلِيجَةً ۚ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿١٦﴾

کیا تم لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ یونہی چھوڑ دیے جاؤ گے حالانکہ ابھی اللہ نے یہ تو دیکھا ہی نہیں کہ تم میں سے کون وہ لوگ ہیں جنہوں نے (اس کی راہ میں) جاں فشانی کی اور اللہ اور رسول اور مومنین کے سوا کسی کو جگری دوست نہ بنایا، جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے ﴿١٦﴾

یہ تیسرے مقام پر أَمْ حَسِبْتُمْ کی بات کی گئی تھی۔ ایک دھمکی کا انداز ہے۔ پہلے البقرہ آیت 214 اور آلِ عمران آیت 142 میں یہی بات فرمائی گئی تھی۔ قرآن پر غور و فکر کریں۔

البقرہ آیت: 214 2+1+4=7

142: آلِ عمران آیت 7 =1+4+2

آج کی آیات 7=6+1:

قرآن کے اندر اسرار و رموز ہیں۔ یہ صرف ایک ذہنی مشق ہے۔

سورت کے شروع میں حکم تھا کہ اللہ ان لوگوں سے بیزار ہے۔ پھر لوگ پوچھتے ہیں کہ اللہ کیوں بیزار ہے، کیونکہ اللہ امتحان لے کر پھر کھرے کھوٹے کی پہچان کر لے گا۔ اللہ کو سب خبر ہے۔ لوگوں کے زبانی کلامی دعووں کی اللہ کو ضرورت نہیں ہے۔ اللہ آزما کر دیکھے گا۔

1. اللہ جہاد کرواکے دیکھے گا۔ جو لوگ اللہ کی راہ میں بھاگ دوڑ کرے گا۔ محنت کرتا ہے۔
2. جو اللہ کے سوا کسی دوسروں کو دوست نہیں بناتے۔ اور پھر صرف مومنین

وَلِيْجَةً : تنگ جگہ میں داخل ہونا۔ یعنی گہری دوستی۔

ایک بات یاد رکھیں کہ اسلام ہم قبول کرتے ہیں لیکن ایمان کا اظہار عمل سے کیا جاتا ہے۔ ایمان کے بعد آزمائش آتی ہے۔ ظاہری ایمان کو جہاد سے پرکھا جاتا ہے۔ یعنی کون اسلام اور دین کی خاطر محنت کرتا ہے۔ باطنی ایمان کو اللہ اور رسولؐ کی محبت سے پرکھا جاتا ہے۔ اللہ اور رسولؐ سے گہری محبت۔

جہاد یعنی مال اور جان لگانا۔ جس سے محبت ہوتی ہے اُسی کے لئے بھاگ دوڑ کی جاتی ہے۔

جہاد بھی محنت کرنے سے انسان کر سکتا ہے۔ انسان جسے کوشش کرکے پالیتا ہے۔

اگلا مرحلہ؛ لیکن وَلِيْجَةً : مشکل کام ہے۔ اللہ اور رسولؐ کے تقاضے پورے کرنا ہمت کا کام ہے۔

ایمان لانا فارم پر کرنے کی طرح ہے۔ پھر سیکھنے اور عمل کی بات یہ ہے کہ جب کوئی تقاضہ آئے تو فوراً لبیک اللھم لبیک کہہ دیں۔ اور پھر خوشی سے کام کریں۔

لبیک اللھم سعدیک کہہ کر کام کریں۔ کہ میری خوش قسمتی ہے کہ اللہ نے مجھے اس کام کی توفیق دی۔

اگلی آیات سے موضوع تبدیل ہوا ہے۔ مکہ کے مشرکین اپنے آپ کو اسلام پر سمجھتے تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ باپ دادا کے بتائے ہوئے دین پر عمل کر کے وہ راہِ راست پر ہیں۔ اپنے آپ کو خانہ کعبہ کے متولی سمجھتے اور ابراہیمؑ کے پیروکار کہتے۔

مثال آج کے مسلمان کو دیکھیں کہ دین کی روح چلی گئی ہے۔ دین کا کام مشینی انداز سے کرتے ہیں۔ بس ظاہری ڈھانچہ ہے۔

مثال مشرکین مکہ خانہ کعبہ کی دیکھ بھال کرتے تھے اور اس بات پر فخر کرتے۔ حج کرتے، دین کو اپنی مرضی سے استعمال کرتے۔

اللہ سبحان و تعالیٰ نے مشرکینِ مکہ کے رویے پر تنقید کی ہے۔ اور قیامت تک کے مسلمانوں کے لئے ایک اسٹینڈرڈ سیٹ کر دیا ہے۔ کہ ظاہری عبادات کر کے اُس پر فخر نہ کرو۔

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ؕ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۚۖ وَفِى النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۷﴾ مشرکین کا یہ کام نہیں ہے کہ وہ اللہ کی مسجدوں کے مجاور و خادم بنیں دراصل وہ خود اپنے کفر کی شہادت دے رہے ہیں ان کے تو سارے اعمال ضائع ہو گئے اور جہنم میں انہیں ہمیشہ رہنا ہے ﴿۱۷﴾

یعنی بے شک مسجدیں بنائیں لیکن جب تک نیک عمل نہیں ہونگے اور اللہ کی رضا کے لئے نہیں کرینگے تو قبول نہیں ہونگے۔

يَّعْمُرُ: ع م ر: آباد کرنا۔ مسجد کی آبادی دو طرح کی ہوتی ہے۔

1. حسّی آبادی۔یعنی ظاہری۔ مسجد کی زیب وزینت۔عبادت کے لئے حاضر ہونا۔
2. معنوی آبادی۔روح میں آبادی۔لوگوں کی تعلیم وتربیت کا اہتمام۔ہدایت کا مرکز ہوں۔اُمت کو جوڑنے کی باتیں ہوں۔

مکہ والوں کے پاس حسی آبادی تھی۔ آج ہماری مسجدیں کیسی ہیں؟

ایک حدیثِ رسولؐ کا خلاصہ ہے کہ آخری دَور میں مسجدیں تو ہونگی۔عمارات بھی اچھی ہونگی،زیب زینت کا اہتمام بھی ہو گا لیکن معنوی اعتبار سے آباد نہیں ہونگی۔لیکن ویران ہونگی۔

سورۃالبقرہ آیت114؛اوراس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہو گا جو اللہ کے معبدوں میں اس کے نام کی یاد سے روکے اور ان کی ویرانی کے درپے ہو؟ایسے لوگ اس قابل ہیں کہ ان کی عبادت گاہوں میں قدم نہ رکھیں اور اگر وہاں جائیں بھی،تو ڈرتے ہوئے جائیں ان کے لیے تو دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں عذاب عظیم ﴿۱۱۴﴾

یاد رکھیں مسجدیں ایک مدرسہ ہوتی ہیں۔ایک کمیونٹی سینٹر ہوتی ہیں۔مسجدیں صرف نماز کے لئے نہیں کھلنی چاہیئے،بلکہ کھلی رہنی چاہئیں۔مسجدوں سے لوگ علم حاصل کریں۔دین سیکھیں۔مسجدیں مسافروں اور ضرورت مندوں کی مدد کے لئے ہوں۔مسجدوں کو آباد کریں۔

کوئی مشرک اور کافر اللہ کا گھر آباد نہ کرے۔مکہ والے ننگے طواف کرتے،سیٹیاں بجاتے،تالیاں بجاتے۔اپنی مرضی کی عبادت کرتے،وہاں360بت رکھے ہوئے تھے۔کعبے کی دیواروں پر تصویریں بنائی ہوئی تھیں۔شرک کے ساتھ باقی کام ضائع ہو جاتے ہیں۔

سورۃالانعام؛ یہ اللہ کی ہدایت ہے جس کے ساتھ وہ اپنے بندوں میں سے جس کی چاہتا ہے رہنمائی کرتا ہے لیکن اگر کہیں ان لوگوں نے شرک کیا ہوتا تو ان کا سب کیا کرایا غارت ہو جاتا﴿۸۸﴾

اور سورۃ زمر میں فرمایا؛ (یہ بات تمہیں ان سے صاف کہہ دینی چاہیے کیونکہ) تمہاری طرف اور تم سے پہلے گزرے ہوئے تمام انبیاء کی طرف یہ وحی بھیجی جاچکی ہے کہ اگر تم نے شرک کیا تو تمہارا عمل ضائع ہو جائے گا اور تم خسارے میں رہو گے ﴿٦٥﴾

شرک سے تمام اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔ وہ مسجدیں جہاں عبادت کے نام پر شرک کیئے جائیں؟

جس جگہ پر شرک کیا جائے وہ مسجد نہیں ہو سکتی۔ ایسی جگہوں پر چندے دینا، وہاں وقت لگانا ایسے ہے جیسے کوئی دنیاوی کام کیا۔

مشرکین مکہ فخر اور عزت کے لئے کام کرتے تھے۔ وہ یہ سب بزنس کی خاطر کرتے تھے۔ اُن کا کاروبار چلتا تھا۔ اُن کو مالی فائدہ بھی تھا۔

اللہ نے ان پر کھلے عام تنقید کر دی۔ ایسے لوگوں کے عمل ضائع ہو جائینگے۔

اللھم لا تجعلنا منھم۔ آمین۔

اپنا محاسبہ کریں۔ کیا میں دین کو اُس کا حق دے رہی ہوں؟ کیا اللہ کی تمام نعمتوں کا حق ادا کر رہی ہوں؟

اب آگے دیکھیں کون لوگ اللہ کی مسجدوں کو آباد کرینگے؟

اِنَّمَا يَعۡمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمۡ يَخۡشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى اُولٰٓـئِكَ اَنۡ يَّكُوۡنُوۡا مِنَ الۡمُهۡتَدِيۡنَ ﴿۱۸﴾

اللہ کی مسجدوں کے آباد کار (مجاور و خادم) تو وہی لوگ ہو سکتے ہیں جو اللہ اور روز آخرت کو مانیں اور نماز قائم کریں، زکوۃ دیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈریں انہی سے یہ توقع ہے کہ سیدھی راہ پر چلیں گے ﴿۱۸﴾

اپنے ایمان کا جائزہ لیں۔

1) جو اللہ (ایمان باللہ)
2) اور روز آخرت کو مانیں
3) اور نماز قائم کریں،
4) زکوٰۃ دیں
5) اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈریں
6) انہی سے یہ توقع ہے کہ سیدھی راہ پر چلیں گے

بعض اوقات لوگ دین پر بعد میں عمل کرنے لگتے ہیں لیکن اپنی محنت، صلاحتیوں اور خلوصِ نیت کی وجہ سے پہلے والوں سے آگے نکل جاتے ہیں۔

ہماری نماز کیسی ہے؟ ہم اللہ کے دین کی کیسے خدمت کرتے ہیں؟ نماز روزہ حج زکوٰۃ کا تو ہم سب کو معلوم ہے اور۔ لوگ خوشی خوشی کر لیتے ہیں۔

لیکن کیا ہم صرف اللہ سے ڈرتے ہیں؟ یَخْشَ معنی ہیں اللہ کو بڑا ماننا اور خود کو چھوٹا ماننا۔ اللہ کی بڑائی کا اعتراف کریں۔ یہی بندگی ہے۔ میں کچھ نہیں۔

کیا ہم سو فیصد اطاعت کرتے ہیں؟ یہ سب کام کرینگے تو امید ہے کہ سیدھی راہ پر ہونگے۔

مدرسے سکول اور مسجدیں تب آباد ہونگے جب ہم اس آیت والے پانچ کام کرینگے۔ ہمیشہ اپنے آپ کو چیک کرتے رہیں۔

حدیث کا خلاصہ: اس کا اَجر یہ ہے کہ قیامت کے دن اللہ کے عرش کے سائے میں جگہ ملے گی۔ سبحان اللہ (آپ اس کو قران کلاس سمجھ لیں، دین کے کاموں والی جگہ سمجھ لیں۔)

بخاری و مسلم کی حدیث ہے کہ مسجدوں کو آباد کرنے والے اللہ کے ولی ہوتے ہیں۔

یا اللہ ہمیں ایسے لوگوں میں شامل فرمالے۔ آمین

پھر فرمایا یہ نمازی ہوتے ہیں بدنی عبادت نماز کے پابند ہوتے ہیں اور مالی عبادت زکوٰۃ کے بھی ادا کرنے والے ہوتے ہیں ان کی بھلائی اپنے لیے بھی ہوتی ہے اور پھر عام مخلوق کے لیے بھی ہوتی ہے ان کے دل اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی سے ڈرتے نہیں یہی راہ یافتہ لوگ ہیں۔

موحد، ایماندار، قرآن وحدیث کے ماتحت پانچوں نمازوں کے پابند، صرف اللہ تعالیٰ کا خوف کھانے والے، اس کے سوا دوسرے کی بندگی نہ کرنے والے ہی راہ یافتہ اور کامیاب اور بامقصد ہیں۔

یہ بات بھی سمجھ لیں کہ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ والے لوگ ہونگے۔ جو پیسے دیں۔ جو چندے خود نہ مانگیں۔ جو اللہ کی راہ میں خرچ کریں۔ مسجدوں سے لوگوں کی مدد ہو۔ پھر دین زیادہ پھیلتا ہے۔ جب پیسے والے اور اعلیٰ عہدوں والے لوگ اللہ کے دین کی خدمت کریں تو بہترین ٹرینڈ سیٹ ہوتا ہے۔